فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نذر والی گائے کے پیٹ میں بچے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حکم بھی نذر والا ہے۔

سوال: اگر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہو، تو کیا اس نذر کے ادا کرنے سے قربانی ادا ہو جائے گی؟

جواب: قربانی الگ عمل ہے اور نذر کا جانور ذبح کرنا الگ عمل ہے، ایک کے ادا کرنے سے دوسری کی ادائیگی نہیں ہوگی۔

سوال: نذر کے لیے جانور ذبح کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: نذر و نیاز کے لیے جانور ذبح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام پر ہو۔

❀ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے ''بوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے ''بوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس جگہ جاہلیت کا کوئی استھان تھا، جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا اس جگہ اہل جاہلیت کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اپنی نذر پوری کر لیں۔ اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر

پوری کرنا جائز نہیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3313، المعجم الکبیر للطّبراني : 2/75-76، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا کردم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں:

هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ .

''کیا اس جگہ کوئی بت یا کوئی جاہلی میلہ تھا؟''

(سنن أبي داوٗد : 3315، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک صحابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''میں نے فلاں جگہ پر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ اس جگہ اہل جاہلیت جانور ذبح کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کسی بت کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کسی مُورتی کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3312، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا حرام اور ناجائز ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ (المائدة : ٣)

''اور جو جانور آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔''

یعنی قبروں اور مزاروں پر ذبح کیا گیا جانور حرام ہے، اگرچہ اس پر بوقت ذبح اللہ کا نام پکار دیا جائے، اسے کھانے سے روک دیا گیا ہے۔

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ﴾(النّحل : ٥٦)

''وہ اللہ کے دیئے گئے رزق سے ان (معبودانِ باطلہ) کا حصہ مقرر کرتے ہیں، جنہیں یہ جانتے تک نہیں۔ اللہ کی قسم! تم سے تمہارے جھوٹوں کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ مشرکین کی بدکاریوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں، جنہوں نے اس کے سوا اور معبودوں کی عبادت شروع کر رکھی تھی اور انہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے ان معبودوں کے لیے حصہ مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ اپنے خیال میں کہتے تھے کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا۔ وہ لاعلمی میں یہ کہتے تھے کہ جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے۔ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر رکھا تھا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حق پر حاوی بھی کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مبارکہ کی قسم اٹھائی اور فرمایا کہ انہوں نے جو افترا پردازیاں کی ہیں اور جھوٹ باندھے ہیں، ان کے بارے میں وہ ضرور ان سے پوچھے گا اور انہیں ضرور اس جرم کی سزا اور جہنم میں اس کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تَاللّٰهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ﴾ (النحل: ٥٦) (اللہ کی قسم! تم جو جھوٹ باندھتے تھے، اس

کے بارے میں تم سے ضرور سوال ہوگا)۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 45/4)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾

(المائدۃ : 103)

’’اللہ تعالیٰ نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام مقرر نہیں کیے، بلکہ کافر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کے نام منسوب جانوروں کی شرعی حیثیت کی نفی کی ہے۔ کفار یہ کہتے تھے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق منسوب کیے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنا کفار کا طرز عمل تھا۔

یاد رہے کہ اس آیت میں صرف اس تاثر کی نفی کی گئی ہے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنا جائز ہے، یہاں ان جانوروں کی حلت وحرمت کا کوئی تذکرہ نہیں۔

❀ مفتی نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

’’یہ چار جانور، بحیرہ وغیرہ وہ تھے، جن کو کفارِ عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کو حرام سمجھتے تھے۔ قرآن نے اس کو حرام سمجھنے کی تردید فرما دی، حالانکہ ان پر زندگی میں بتوں کا نام پکارا گیا تھا اور ان کے کھانے کا حکم دیا کہ فرمایا: ﴿كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ (الأنعام : 142) (کھاؤ اس کو جو تمہیں اللہ نے دیا اور شیطان کے قدموں کی

پیروی نہ کرو)۔'' (جاءالحق:362/1)

بحیرہ والی آیت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نہیں، بلکہ اس بارے میں مشرکین نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے۔ان جانوروں کی حلت وحرمت کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا،جبکہ ﴿وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾والی آیت سے معلوم ہو گیا کہ یہ جانور حرام ہیں۔مفتی صاحب نے جو آیت ذکر کی ہے، اس میں بحیرہ وسائبہ وغیرہ کی حلت کا کوئی ذکر نہیں۔اس آیت میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو کسی کے نام منسوب کر کے حرام کرنا کفار کا کام ہے،آپ ایسا نہ کرنا،اگر تم کفار کی تقلید میں ایسے جانور مقرر کرو گے تو شیطان کی پیروی کرو گے۔

کسی بھی مفسر نے اس آیتِ کریمہ کی رُو سے بحیرہ وغیرہ کو حلال قرار نہیں دیا اور یہ نہیں کہا کہ اس آیت میں بحیرہ وغیرہ کو کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ظاہر ہے کہ جو بحیرہ وغیرہ کفار نے مقرر کیے تھے، وہ انہی کی ملکیت تھے اور انہوں نے اپنے بتوں کے نام کیے ہوئے تھے،مسلمانوں کو کیسے حکم دیا جا سکتا تھا کہ وہ انہیں کھائیں؟

رہے حافظ نووی رحمہ اللہ تو ان کا یہ قول قرآن وسنت اور فہم سلف کے خلاف ہونے کی بنا پر خطا ہے۔سلف صالحین اور ائمہ دین ومحدثین میں سے کوئی بھی ان کا ہمنوا نہیں۔

کیا صحابہ کرام،تابعین عظام اور ائمہ دین سے غیر اللہ کے لیے جانور چھوڑنا اور بزرگوں کی نذر کر کے انہیں ذبح کرنا ثابت ہے؟کسی صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے نام پر کوئی جانور چھوڑا؟ کسی تابعی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت کسی صحابی کے نام پر کوئی جانور چھوڑا ہو؟کسی تبع تابعی نے کسی تابعی کے نام پر یا کوئی جانور منسوب کیا ہو؟ اگر یہ جائز ہوتا، اور یہ نیکی کا کام ہے،تو صحابہ کرام سے بڑھ کر کون نیکیوں کا متلاشی تھا؟ کیا صحابہ کو

نبی ﷺ سے اتنی بھی محبت نہیں تھی، جتنی بعد کے لوگوں کو اپنے بزرگوں اور پیروں سے ہے؟ صحابہ وتابعین اور ائمہ دین اس ''کارِ خیر'' سے کیونکر محروم رہے؟

ہم یہ بھی پوچھیں گے کہ جب غیر اللہ، مثلاً مُردوں اور غائب پیروں کو پکارنے کی نفی کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں آیاتِ قرآنیہ پیش کی جاتی ہیں تو ان کا جواب کچھ یوں ہوتا ہے: ''یہ آیات تو بتوں کے لیے ہیں، جو آپ اولیاء اللہ پر فٹ کر رہے ہیں۔ اولیاء اللہ بھلا غیر اللہ ہوتے ہیں؟ وہ غیر اللہ نہیں، بلکہ اللہ کے دوست ہیں۔۔۔'' وغیرہ۔

لیکن یہاں پر ان کا طرزِ عمل مختلف ہے۔ جب غیر اللہ کے نام کے ذبیحے کی بات آتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ذبح کرتے وقت اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر انہیں شاید یہ یاد نہیں رہتا کہ ان کے نزدیک اولیاء اللہ غیر اللہ نہیں ہوتے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ذبح کرتے وقت بھی اولیاء اللہ کا نام لینا جائز قرار دے دیں، ورنہ پکار کے حوالے سے بھی اپنے غیر اللہ کے نظریے پر نظر ثانی کر لیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عقیدۂ توحید کو سلف صالحین کے فہم کے مطابق سمجھنے اور اسی پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز اسی پر موت نصیب فرمائے۔ آمین!

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرے لڑکا پیدا ہوا، تو ایک گائے صدقہ کروں گا، لڑکا ہوا، تو اس نے گائے کی قیمت صدقہ کر دی، تو کیا اس سے نذر ادا ہو جائے گی؟

جواب: اسے گائے ہی صدقہ کرنا ہوگی، قیمت سے نذر ادا نہ ہوگی۔

سوال: اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بت پرستی اپنی اصل میں اولیا پرستی ہی تھی۔ مشرکین مکہ کے بت اولیاء اللہ کے نام اور ان کی صورتوں پر ہی متشکل کئے گئے تھے۔ قرآنِ کریم نے صاف طور پر اس کا ردّ

کیا اور رسولِ اکرم ﷺ بت پرستی کو مٹانے کے لیے تشریف لائے۔اسلام کی اساس بت پرستی کے قلع قمع پر قائم ہوئی،لیکن بدقسمتی سے اسی کو بعد کے مسلمانوں نے عقیدت ومحبت اولیاء کا نام دے کر دین کا حصہ بنالیا۔آج بعض مسلمانوں نے مشرکین مکہ سے بہت سے مشرکانہ افعال مستعار لے لیے ہیں۔

اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔جس طرح مشرکین مکہ اپنے بزرگوں کے ناموں اور مُورتیوں پرمبنی بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے،ان کی تقلید میں آج کے بعض مسلمان بھی بزرگوں سے منسوب کر کے جانور چھوڑتے ہیں۔یہ نامزد جانور عام جانوروں کی طرح نہیں ہوتے، بلکہ ان لوگوں کے نزدیک وہ بڑی ''حرمت'' والے ہوتے ہیں۔

وہ جس کھیت میں گھس جائیں،اس کے مالک کے خیال میں اس کے لئے اچھا شگون ثابت ہوتے ہیں، وہ جدھر چاہیں جائیں،کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ان سے کوئی کام بھی نہیں لیا جاتا اور ان کی اپنی ایک پہچان ہوتی ہے۔لوگ جانتے ہوتے ہیں کہ یہ فلاں درگاہ یا فلاں مزار کا جانور ہے۔

کبھی غور کیجئے کہ کسی جانور کو اساف، نائلہ،منات وغیرہ سے موسوم کر دیا جائے اور اسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کا نام دے دیا جائے یا یہ کہہ دیا جائے کہ یہ اونٹ اور گائے اجمیر کی ''چھٹی شریف'' کے لیے مختص ہے، یا کہہ دیا جائے کہ یہ گیارہویں کا بکرا ہے یا یہ فلاں کی منت اور نیاز ہے،توان دونوں میں بنیادی فرق کون سا باقی رہ جاتا ہے؟

قدیم زمانے میں بھی بزرگوں کی خوشنودی اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا جاتا تھا اور آج بھی یہ سب کچھ اولیاء کی تعظیم اور ان کے تقرب کے حصول کے لیے کیا

جاتا ہے۔اس لیے کہ جانے انجانے میں ان اولیاء کو خدائی طاقتوں کا مظہر سمجھ لیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ میرا یہ کام ہو گیا تو میں فلاں مزار پر کالا بکرا ذبح کروں گا یا کالے مرغ کی منت اور چڑھاوا چڑھاؤں گا۔

غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اوران کے نام پر ذبح کرنا شرک وکفر ہے۔ایسے جانوراورایسی اشیا کھانا حرام ہے، یہ جانوراور یہ روپیہ پیسہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے،اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اورشکرانے میں صَرف ہوں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

(الأنعام: 162-163)

”(نبی!) کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہےاور میں سب سے پہلا مطیع ہوں۔“

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اعلان کروایا کہ میں نماز، جو کہ دین کا ستون اور رکن ہے،قلبی عبادات، جیسے خشوع اورتوجہ الی اللہ،قولی عبادات، جیسے تکبیر وتحمید، قرآنِ کریم کی تلاوت، وغیرہ،عملی عبادات ، جیسے قیام، رکوع، سجدہ،جلوس وغیرہ، خالص اللہ رب العالمین کے لیے ادا کرتا ہوں۔ میں صرف اورصرف اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں،مشرکین کی طرح انصاب واصنام کے لیےنہیں۔ میں ساری زندگی اپنے اللہ کی بندگی اور نیاز مندی میں گزاروں گا اوراسی پرفوت

ہوں گا۔ میں اقراری ہوں کہ عبادات کی تمام انواع واقسام میں اللہ رب العالمین کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرنے والے مشرکوں کو بتا دیں کہ آپ ﷺ اِن کاموں میں اُن کے مخالف ہیں، کہ آپ ﷺ کی نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ذبح اسی کے نام پر کرتے ہیں، وہ (اللہ) اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾(الکوثر: 2) ''صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور اسی کے نام پر ذبح کریں۔'' یعنی اپنی نماز اور ذبح اللہ کے لیے خاص کر دیں، کیونکہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ان کی مخالفت کریں، ان کی اس رَوَش سے الگ رہیں اور اپنی نیت وقصد اور عزم کے ساتھ اس بات پر قائم رہیں کہ ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 128/3)

عبادات کی تمام انواع جیسے دعا و پکار اور التجا، محبت، خوف، امید ورجا، توکل وبھروسہ، رغبت ورہبت، خشوع وخضوع، رجوع وانابت، استعانت واستغاثہ، ذبح اور نذر و نیاز خالص اللہ کے لیے بجالائیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے، جو ضروری ہے کہ اسی کے لیے پورا کیا جائے۔ تاحیات اس پر

ڈٹے رہنا اور تا زیست اس کی دعوت ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(صحیح مسلم : 1978)

مخلوق کے نام پر جانور ذبح کرنا غیر اسلامی عمل ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم وتقرب کے لیے ذبح کرنا شرک ہے اور ایسا ذبیحہ حرام ہے اور اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کے بیان میں فرمایا:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾(البقرة : ١٧٣)

''جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام (بہ نیت عبادت وتعظیم) منسوب ہو۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا؛

① جانور یا کسی اور چیز کو غیر اللہ کے لیے نامزد کیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔

② ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے، تو حرام ہے۔

③ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیا جائے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اے اللہ! فلاں ولی یا بزرگ کے تقرب کے لیے یہ جانور ذبح کیا گیا ہے، تب بھی حرام ہے۔

④ اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح نام غیر اللہ کا پکارا جائے، حرام ہے۔

⑤ ذبح اللہ کے لیے کیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ

غیراللہ کا نام شامل کر دیا جائے، تب بھی حرام ہے۔

❀ علمائے احناف فرماتے ہیں:

''اگر کوئی بندہ بوقتِ ذبح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ ''اللہ کے نام کے ساتھ اور فلاں کے نام کے ساتھ'' یا بِسْمِ اللّٰهِ، وَفُلَانٍ ''اللہ اور فلاں کے نام کے ساتھ''، یا بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ''اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کے نام کے ساتھ''، تو ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے، کیونکہ اس پر غیراللہ کا نام پکار دیا گیا ہے۔''

(بدائع الصّنائع للكاساني : 48/5، الهداية للمرغيناني : 435/2)

سوال: سماعِ موتی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: مُردے سنتے ہیں یا نہیں، اس بارے میں مسلمانوں کے ہاں متضاد آرا پائی جاتی ہیں۔ یہی اختلاف عقیدے کے لحاظ سے مسلمانوں کی تقسیم کا ایک بڑا سبب بھی ہے۔ یہ مسئلہ ''سماعِ موتی'' کے نام سے معروف ہے۔ ہم فہم سلف کی روشنی میں قرآن و سنت سے اس مسئلے کا حل پیش کریں گے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ غیر جانبدار رہتے ہوئے تلاشِ حق کی غرض سے ہماری ان معروضات کو ملاحظہ فرمائیں اور کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت تعصب کو آڑے نہ آنے دیں۔ ہمیں امیدِ واثق، بلکہ یقین ہے کہ وہ ضرور حق کی منزل کو پالیں گے، کیونکہ قرآن وسنت کو اگر صحابہ وتابعین اور ائمہ دین کے طریقے اور منہج کے مطابق سمجھا جائے، تو حق تک پہنچنا سو فی صد یقینی ہو جاتا ہے۔

کلی قاعدے میں بسا اوقات شریعت کچھ استثناءات رکھ دیتی ہے، لیکن اس سے قانونِ شریعت کی کلّی حیثیت متاثر نہیں ہوتی۔ بالکل یہی حال مسئلہ سماعِ موتی کا ہے۔ مُردے

نہیں سنتے ،البتہ قرآن وسنت کے بیان کردہ خاص اوقات وحالات میں ان کا کوئی خاص بات سن لینا ثابت ہے۔ یہ کہنا جائز نہیں کہ مُردے سنتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''مُردے سنتے ہیں،لیکن ان حالات و واقعات میں،جن کی صراحت نصوصِ شرعیہ نے کردی ہے۔''

لہٰذا مطلق طور پر مُردوں کے سننے کا عقیدہ رکھنا قرآن وسنت سے متصادم ہے۔قرآن وسنت نے مردوں کے سننے کی مطلق نفی کی ہے۔یہی کلی قانون ہے،دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِينَ يَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾(الأنعام: ٣٦)

''جواب تو وہی دیتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) زندہ کرے گا،پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

❀ سنی مفسر،امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (310ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ﴾ يَقُولُ: الْكُفَارُ يَبْعَثُهُم اللّٰهُ مَعَ الْمَوْتٰى، فَجَعَلَهُمْ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ فِي عِدَادِ الْمَوْتَى الَّذِينَ لَا يَسْمَعُونَ صَوْتًا، وَّلَا يَعْقِلُونَ دُعَاءً، وَّلَا يَفْقَهُونَ قَوْلًا.

''﴿وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ﴾(مُردوں کو اللہ تعالیٰ [روزِ قیامت] زندہ کرے گا۔) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کفار کو اللہ تعالیٰ مُردوں کے ساتھ ہی زندہ کرے گا،یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں (زندہ ہوتے ہوئے بھی) ان مُردوں میں

شامل کر دیا جو نہ کسی آواز کو سن سکتے ہیں، نہ کسی پکار کو سمجھ پاتے ہیں اور نہ کسی بات کا انہیں شعور ہوتا ہے۔''

(تفسیر الطّبري : 855/4)

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾

(النّمل : ٨٠)

''(اے نبی!) یقیناً آپ نہ کسی مُردے کو سنا سکتے ہیں، نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں، جب وہ اعراض کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گویا یہ کفار مردے ہیں کہ جس طرح مردے نہیں سنتے اس طرح یہ بھی حق بات نہیں سنتے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾(فاطر : ٢٢)

❀ علامہ ماتریدی رحمہ اللہ (792ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾، فَتَمَثَّلَ بِحَالِ الْكَفَرَةِ بِحَالِ الْمَوْتٰى، وَلَا نِزَاعَ فِي أَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ.

''﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (آپ قبروں والوں کو سنا نہیں سکتے) میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی حالت کو مُردوں کی حالت سے تشبیہ دی ہے اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مُردے سن نہیں سکتے۔''

(شرح المقاصد في علم الكلام : 116/5)

❁ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (861ھ) دونوں آیات کے متعلق فرماتے ہیں:

إِنَّهُمَا يُفِيدَانِ تَحْقِيقَ عَدَمِ سَمَاعِهِمْ، فَإِنَّهُ تَعَالٰى شَبَّهَ الْكُفَّارَ بِالْمَوْتٰى لِإِفَادَةِ تَعَذُّرِ سَمَاعِهِمْ، وَهُوَ فَرْعُ عَدَمِ سَمَاعِ الْمَوْتٰى .

''ان دونوں آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے قطعاً نہیں سن سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی ہے تا کہ یہ بتایا جا سکے کہ وہ سُن نہیں سکتے۔ کفار کا حق کو نہ سن سکنا، عدمِ سماعِ موتیٰ کی فرع ہے۔''

(فتح القدير : 104/2)

سوال: ایک شخص نے منت مانگی کہ اگر اس کی والدہ صحت یاب ہو جائیں، تو وہ ایک گائے صدقہ کرے گا، مگر والدہ صحت یاب نہ ہوئیں اور فوت ہو گئیں، تو کیا اب بھی اس پر ایک گائے صدقہ کرنا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: چونکہ اس کی منت پوری نہیں ہوئی، لہٰذا اس پر ایک گائے صدقہ کرنا لازم نہیں، البتہ اگر صدقہ کر دے، تو بہت بہتر ہے۔

سوال: نذر والے جانور کا گوشت کسے دیا جائے؟

جواب: یہ گوشت غرباء میں تقسیم کرنا چاہیے۔

سوال: کیا منت کا گوشت خود کھانا جائز ہے؟

جواب: کھا سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے مطلق گائے ذبح کرنے کی نذر مانی، تو کیا اس گائے میں قربانی والی شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

(جواب): ضروری نہیں۔

(سوال): نذر کا جانور کیسا ہو؟

(جواب): کم از کم درمیانے درجہ کا۔

(سوال): کیا نفل نماز کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : صَلِّ هَاهُنَا، يَعْنِي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ : صَلِّ هَاهُنَا .

''ایک آدمی نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا: یہیں مسجد حرام میں نماز پڑھ لیں۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہے۔ فرمایا: ''یہیں نماز پڑھ لیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 363/3، سنن أبي داوٗد : 3305، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (۵۸۸۳) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۴۵) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۳۰۴/۴) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

(سوال): کیا حج کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ : لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ : نَعَمْ قَالَ : فَاقْضُوا اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ .

''ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ (حج کیے بغیر) فوت ہوگئی ہے (کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا، تو آپ اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: اللہ کا حق ادا کیجیے، کیوں کہ وہ ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔''

(صحيح البخاري : 1852)

سوال: کیا روزوں کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: مانی جا سکتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .

''جس پر (نذر کے) روزے تھے اور وہ فوت ہو گیا، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔''

(صحيح البخاري : 1952 ، صحيح مسلم : 1147)

یہ حدیث دلیل ہے کہ روزوں کی نذر مانی جا سکتی ہے اور اس کی ادائیگی بھی فرض ہے، اگر منت ماننے والا بغیر ادائیگی کے فوت ہو جائے، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے

رکھے گا۔

سوال: نذر کے نوافل کھڑے ہو کر پڑھے جائیں یا بیٹھ کر؟

جواب: اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت ہے، تو کھڑے ہو کر ہی پڑھنے چاہیے۔

سوال: کیا شیرینی تقسیم کرنے کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، مگر صرف اللہ کے نام کی۔

سوال: کیا نذر کی قضا لازم ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا قربانی کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب: قربانی سنت مؤکدہ ہے، البتہ اگر قربانی کی نذر مان لی جائے، تو اس کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔

سوال: زیورات صدقہ کرنے کی نذر مانی، تو اس کی قیمت صدقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: زیورات صدقہ کرنے چاہیے۔

سوال: مقررہ تاریخ سے پہلے نذر پوری کر دی جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب: اعتکاف کی نذر درست ہے۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ : «أَوْفِ بِنَذْرِكَ» .

''انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، تو آپ نے انہیں فرمایا: اپنی نذر پوری کریں۔''

(صحيح البخاري : 6697، صحيح مسلم : 1656)

سوال: کیا نذر سے تقدیر تبدیل ہو جاتی ہے؟

جواب: نذر و منت سے تقدیر تبدیل نہیں ہوتی۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْتِي النَّذْرُ ابْنَ آدَمَ بِشَيْءٍ لَّمْ أَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ، وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ يُوْتِينِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ أَتَانِي مِنْ قَبْلُ .

''نذر ابن آدم کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں لاتی، جو میں نے اس کے مقدر میں نہ لکھی ہو، بلکہ نذر سے اسے وہی چیز ہی ملتی ہے، جو میں نے اس کے مقدر میں لکھ دی ہے، نذر کے ذریعے میں بخیل سے نکلواتا ہوں، اس (نذر ماننے کی) وجہ سے مجھے وہ ایسی چیز دیتا ہے، جو پہلے نہیں دیتا۔''

(مسند الإمام أحمد : 314/2، صحيح البخاري : 6609، صحيح مسلم : 1640)

سوال: کیا باپ کی بیوہ کو نذر کے پیسے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نے جانور کی نذر مانی، تو کیا وہ گوشت صدقہ کرے یا زندہ جانور؟

جواب: دونوں طرح جائز ہے۔

(سوال): ایک شخص نے مسجد میں سونے کا چراغ جلانے کی نذر مانی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نذر کو پورا کیا جائے، وہ چراغ مسجد کی ملکیت ہوگی۔

(سوال): مٹھائی کی نذر مانی، تو اس کی جگہ کپڑے صدقہ کیے جا سکتے ہیں؟

(جواب): مٹھائی کی نذر مانی ہے، تو مٹھائی ہی صدقہ کرنی چاہیے۔

(سوال): جس نے نذر پوری نہ کی، تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب): نذر پوری نہ کرنے کا وہی کفارہ ہے، جو قسم توڑنے کا کفارہ ہے، یعنی اپنی حیثیت کے مطابق دس مساکین کو کھانا کھلانا یا دس مساکین کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی بھی طاقت نہیں، تو تین روزے رکھے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهٖ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

''نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔''

(المنتقى لابن الجارود : 935، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 72/10، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): قرض دار کو قرضہ معاف کر دینے سے نذر پوری ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب): اس سے نذر پوری نہیں ہوتی۔

(سوال): جس نے مسجد میں مٹھائی تقسیم کرنے کی نذر مانی ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): وہ نذر پوری کرے۔

سوال: اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، مگر اونٹ نہ ملے، تو کیا کرے؟

جواب: بہر حال اونٹ ذبح کرنا ضروری ہے، وہ اونٹ کی تلاش کرے، جب مل جائے، تو ذبح کر دے۔

سوال: نذر کے جانور سے فائدہ حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔

سوال: جس نے چرس بانٹنے کی نذر مانی ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ معصیت کی نذر ہے، اسے پورا کرنا جائز نہیں، اسے چاہیے کہ نذر توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

سوال: کیا کسی بیمار کی صحت یابی کے لیے جانور ذبح کرنے کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں ایک قرآن ختم کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، کام ہو جانے کی صورت میں اس پر ایک قرآن مکمل تلاوت کرنا لازم ہوگا۔

سوال: کیا بیٹے کی سلامتی پر نذر ماننا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مطلق صدقہ کی نذر مانی، تو کتنا صدقہ لازم ہوگا؟

جواب: جب مطلق صدقہ کی نذر مانی ہے، تو نذر ماننے والا جتنی قیمت بھی صدقہ کر دے، نذر پوری ہو جائے گی۔